© rasailojaraid.com

طرفہ جھڑپوں" کا فطری نتیجہ تھی۔ محمد الدرہ کی شہادت کو بعض یورپی صحافیوں نے عالمی قتل، براہ راست نشر ہونے والا قتل (live murder) کہا لیکن مجموعی طور پر عالمی ذرائع ابلاغ امریکی وزیر خارجہ کے اسی بیان کو دہراتے رہے کہ: "اس امر کی تحقیق ہونی چاہیے کہ پہل کس نے کی"۔ یا صیہونی حکومت کے اس بیان کا پرچار کرتے رہے کہ: "محمد الدرہ فائرنگ کے تبادلے کا شکار ہو گیا"۔

بے حسی، بے حمیتی، درندگی، سفاکی.... اس قبیل کے تمام تر الفاظ فلسطین میں خون ریزی کے سامنے گنگ ہیں۔ ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کی صبح جب سابق اسرائیلی وزیر دہشت گردی، وزیر دفاع آریل شارون نے مسجد اقصیٰ میں اپنے نجس قدم رکھے تو ساری دنیا جانتی تھی کہ اس اقدام کا کیا مطلب ہے۔ دراصل صیہونی قبلہ اول کا وجود محو کر کے یہودی ہیکل کی تعمیر کے مرحلے کا آغاز کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا یہ ناپاک اقدام بھی اپنی منصوبہ بندی کے مطابق پورا ہو جاتا اگر قبلہ اول کی کوکھ محمد الدرہ جیسے درنایاب جنم نہ دیتی۔ کوئی بہادری سی بہادری ہے، شجاعت و دلیری ہی نہیں، ایمان پر مبنی شہادت کی آرزو و سرشاری ہے کہ بچے، جوان، خواتین اپنے سامنے کھڑے، اسلحے سے لیس، یہودی سپاہیوں کے سامنے ڈٹ جاتے ہیں، پتھر اور غلیل سے بکتربند گاڑیوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیتے ہیں، اپنے ہم جولیوں، رفقائے کار کو خون شہادت سے وضو کرتے دیکھتے ہیں اور خوف زدہ یا کمزور ہونے کے بجائے مزید باہمت و توانا ہو جاتے ہیں!

کاش! قبلہ اول کے شیر دل مجاہدوں، کانپتے ہاتھوں، روتی آنکھوں لیکن مزید قربانیوں کے لیے آمادہ دل کے ساتھ اپنے جوان بیٹوں کو قبر میں اتارتے بوڑھوں کی عظمت کو سلام پیش کرنے کے لیے پوری امت اٹھ کھڑی ہوتی۔ کاش! اہل ایمان کو یہ ادراک ہو جاتا کہ اگر اب بھی مقام معراج کی حفاظت نہ کی گئی تو مکہ و مدینہ کا تقدس محفوظ نہ رہ سکے گا۔ مسجد اقصیٰ کو شہید کر دینے اور "عظیم تر اسرائیلی ریاست" بنا لینے کے بعد صیہونی منصوبہ گر مدینہ منورہ تک ہی تو پہنچنا چاہتے ہیں۔ کیا خاکم بدہن عالم اسلام اسی روز بد کا انتظار کر رہا ہے؟

عالم اسلام کے اکثر حکمرانوں کا رویہ اس سوال کا جواب اثبات میں دیتا ہے لیکن امت کے نوجوان اس صیہونی خواب کو پریشان کر دینے کا ارادہ ہی نہیں، اظہار و اعلان بھی کر رہے ہیں۔ قبلہ اول کے حرم مقدس میں جاری خون کی ندیوں نے، مصر، اردن، مراکش، حتیٰ کہ سیاسی سرگرمیوں کو شجر ممنوعہ قرار دینے والی خلیجی ریاستوں میں بھی جوانوں کو تڑپا کر رکھ دیا ہے۔ وہ اٹھے ہیں، قید و بند کو توڑ کر اٹھے ہیں، سیکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں آتش پا ہو کر اٹھے ہیں اور اعلان کر رہے ہیں:

خیبر خیبر یا یہود، جیش محمد سوف یعود

یہودیو! خیبر کو یاد کرو، وہی لشکر محمدؐ دوبارہ آ رہا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کتاب نما

تاریخ جماعت اسلامی --- (دوم)، آباد شاہ پوری۔ ناشر: ادارہ معارف اسلامی، منصورہ، لاہور۔ صفحات: ۴۳۷۔
قیمت: ۲۱۰ روپے۔

برعظیم کی تاریخ میں، جماعت اسلامی تمام سیاسی پارٹیوں میں اس اعتبار سے ایک منفرد اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے کہ اس کی رکنیت، محض ممبرشپ فارم پُر کر کے چندے کی ادائیگی پر منحصر نہیں، بلکہ کسی شخص کو رکن بناتے وقت یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ جماعت کی دعوت کو کس حد تک سمجھ سکا ہے اور اس کے نصب العین کے ساتھ اس کا تعلق اور وابستگی کس نوعیت کی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نصف صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود، جماعت کے ارکان کی تعداد چند ہزار تک محدود ہے اور وہ دوسری جماعتوں کی طرح اپنے ارکان کی تعداد کو لاکھوں تک نہیں لے جا سکی، مگر اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ جماعت کا نظم مضبوط بنیادوں پر نہ صرف قائم ہے بلکہ متحرک اور فعال ہے۔

جماعت نے اپنی اسی مابہ الامتیاز فکری، دعوتی اور تنظیمی حیثیت کے سبب نہ صرف پاکستان، بنگلہ دیش، کشمیر، بھارت اور سری لنکا بلکہ بعض صورتوں میں دوسرے مسلم ممالک اور مغربی دنیا کے مسلم حلقوں پر بھی علمی و فکری اور تعلیمی و دعوتی نوعیت کے اثرات مرتب کیے ہیں۔ مسلم دنیا میں اس وقت جتنی بھی اسلامی تحریکیں کام کر رہی ہیں، ان میں جماعت اسلامی کا شمار ایک سربرآوردہ اور بعض اعتبار سے پیش رو اور راہنما تحریک و تنظیم کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ضرورت تھی کہ جماعت کی تاریخ مرتب کی جائے، اور جماعت قریب قریب اپنی ۶۰ سالہ زندگی میں جن نشیب و فراز سے گزری ہے، ان کا بے لاگ تجزیہ کیا جائے۔

مغربی دنیا میں جماعت اسلامی اور بانی جماعت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (۱۹۰۳ء-۱۹۷۹ء) کے بارے میں بہت سے لوگوں نے مضامین، کتابیں اور تحقیقی مقالے لکھے ہیں۔ اس سلسلے کی تازہ کوشش ایک ایرانی نوجوان اسکالر سید ولی نصر کی ہے، جنھوں نے اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ جماعت اسلامی پر تحریر کیا اور بعد ازاں ایک اور کتاب "Mawdudi and the Making of Islamic Revivalism" کے عنوان سے تحریر کی ہے۔ اردو میں ایک کام تو ڈاکٹر سید اسعد گیلانی مرحوم کا ہے (جماعت اسلامی ۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۷ء، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۹۲ء) اور دوسرا کام زیر تبصرہ کتاب کے مؤلف جناب آباد شاہ پوری کا ہے، جنھوں نے

© rasailojaraid.com